انگوٹھے چومنے کا ثبوت اور مناظروں کی روئیداد

محققانہ خطاب

از

حضرت علامہ عبدالحق بندیالوی

الھدیٰ فاؤنڈیشن لاھور

محققانہ خطاب

از

حضرت علامہ عبدالحق بندیالوی

الھدیٰ فاؤنڈیشن لاہور

ہدیہ ۱۰/ روپے

پیش لفظ

موضع بندیال کا دیوبندی وہابی ٹولہ، شرپسند اور تخریب کار عناصر کا گروہ ہے۔ اِن کا روزِ اوّل سے یہی وطیرہ چلا آرہا ہے کہ محض اپنی دکانداری چمکانے کے لیے اہلِ سُنّت کو مناظرے کا چیلنج دیتے ہیں۔ جب اہلِ سنّت وجماعت اُن کا چیلنج قبول کرتے ہیں، تو پھر پولیس یا اپنے ملک صاحبان کے ذریعے فساد کا بہانہ بنا کر مناظرہ سے جان چھڑاتے ہیں۔ عرصہ دراز سے وہابی دیوبندی حضرات ۲۷ رمضان المبارک کی رات کو جلسہ کرتے چلے آرہے تھے اور اس مقدس رات اہلِ سنّت بھی جشنِ نزولِ قرآن، شب بیداری، نمازِ تسبیح اور محفلِ ذکر کا پروگرام بناتے ہیں۔ اس دفعہ وہابی حضرات نے جان بوجھ کر شرارت کرنے کی غرض سے ۲۷ رمضان المبارک کی بجائے ۲۸ رمضان کی رات کو جلسہ کیا۔ مولوی یوسف رحمانی اور بندیال کے ایک مولوی زادے نے انتہائی لچر اور بازاری انداز میں تقریر کی۔ مولوی یوسف رحمانی نے کہا، انگوٹھے چومنے کا ثبوت صرف انجیل برنباس میں ہے جو عیسائیوں کی کتاب ہے، اس لیے سُنّیوں کو چاہیے کہ وہ عیسائی ہو جائیں۔ انگوٹھے چومنا حضرت آدم علیہ السلام کی سنّت ہے۔ اگر اہلِ سنّت نور الایضاح، قدوری، کنز الدقائق، ہدایہ غرضیکہ فقہ کی کسی کتاب میں انگوٹھے چومنے کا ثبوت دکھا دیں تو میں اُن کا مذہب قبول کر لوں گا۔ حضرت اُستاذ العلماء، تاج الفقہاء علامہ صاحبزادہ محمد عبد الحق صاحب نے عید الفطر کے اجتماع میں مفصل خطاب فرمایا اور تفسیر رُوح البیان اور فقہ حنفی کی معتبر اور مُسلّم فریقین کتب شامی اور طحطاوی علی مراقی الفلاح سے انگوٹھے چومنے کا ثبوت پیش کیا، اور ایک حوالہ غلط ثابت کرنے والے کو ایک لاکھ روپے انعام کا چیلنج دیا اور دیوبندی حضرات کے ساتھ اپنے دو مناظروں کا ذکر کیا۔ ہم آپ کے خطاب کو احباب کے پیہم اصرار پر معمولی تغیّر و تبدّل کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔

امیرِ شریعت، شہبازِ طریقت استاذ العلماء، تاج الفقہاء حضرت علامہ صاحبزادہ محمد عبد الحق صاحب بندیالوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ بندیال شریف کی ذاتِ گرامی ہمارے تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ وہ نادرِ روزگار شخصیت ہیں کہ جن کے زہد و تقویٰ اور فضل و کمال کا ایک زمانہ معترف ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کی رگوں میں محبتِ رسول لہو بن کر موجزن ہے اور آپ کے دل کی ہر دھڑکن، سینہ پر عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرب لگاتی ہے۔ آپ نے علامہ محمد دین بدھو والے، علامہ محب النبی بھوی گاڑ والے، علامہ عبد الحفیظ حفظہ بانڈی والے، شیخ القرآن حضرت علامہ عبد الغفور ہزاروی اور استاذ العرب والعجم رئیس المناطقہ علامہ عطا محمد بندیالوی جیسی نابغہ روزگار شخصیات سے علومِ دینیہ کی تکمیل کی۔

زمانہ طالب علمی میں آپ کی لیاقت و قابلیت کا آپ کے اساتذہ کرام نے بھی اعتراف کیا۔ امام المناطقہ حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی چشتی گولڑوی نے ایک دفعہ آپ کو پڑھاتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو پڑھانا ہر مولوی کا کام نہیں، یہ ہماری ہمت ہے کہ تمہیں مطمئن کرتے ہیں۔ ایک دفعہ سیال شریف میں صاحبزادہ صاحب کو پڑھاتے ہوئے فرمایا کہ آپ اتنا سمجھ کے پڑھتے ہیں کہ اگر کوئی اور مولوی پڑھتے ہوئے دیکھے، تو سمجھے گا آپ دوسری مرتبہ پڑھ رہے ہیں۔ ایک دفعہ علامہ محمد دین بدھو والے، دورانِ تدریس آپ کے اعتراضات سن کر فرمانے لگے، میں نے سوچا تھا کوئی صاحبزادہ ہوگا آسانی سے پڑھا دوں گا، مجھے کیا پتہ تھا کہ ایک بلا کی قابلیت والی شخصیت سے پالا پڑتا ہے۔ آپ کے شاگرد رشید علامہ عبد الرشید سابق قاضی کشمیر فرماتے ہیں! اگر ہم آپ سے اسباق نہ پڑھتے، تو شاید آپ کی جلالتِ علمی کا اندازہ کبھی نہ ہوتا۔

سیدی وسندی حضرت صاحبزادہ صاحب کی ذات والا صفات چندان نامور اور یکتائے روزگار ہستیوں میں سے ہے، جن پر ملک و ملت بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں حُسنِ معنوی کے ساتھ ساتھ جمالِ صورت میں سے بھی حصّہ وافر عطا فرمایا ہے۔ اُن کے پُر جلال چہرہ اور باوقار شخصیت کو دیکھ کر اسلام کی عظمت کا احساس دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ صاحبزادگی اور سجادگی آپ کی شان میں قصیدہ گو ہے۔ فصاحت و بلاغت آپ کے شعور و فراست کی باندی ہے۔ وعظ و تبلیغ اور تحریر و تقریر آپ کے اندازِ بیان پر فدا ہے۔ شریعت و طریقت اور حقیقت و معرفت آپ کے در سے حاصل ہوتی ہے۔ آپ جب گولڑہ شریف فخرِ اسلاف تاجدارِ ولایت، آفتاب رشد و ہدایت حضرت قبلۂ عالم سید غلام محی الدین عرف بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے، تو انہوں نے نہ صرف بیعت سے سرفراز فرمایا، بلکہ سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ میں خلافت بھی عطا فرمائی، حالانکہ باقی مشائخِ عظام کے برعکس حضرت قبلہ بابو جی علیہ الرحمہ نے شاید ہی کسی اور کو خلافت دی ہو۔ آپ نے تاریخ کے نازک موڑ پر خواہ وہ تحریکِ پاکستان کا زمانہ ہو یا تحریکِ ختمِ نبوت کا دَور ہو یا تحریکِ نظامِ مصطفےٰ کا مرحلہ ہو، اپنے علاقے میں قومِ مسلم کی ڈگمگاتی ہوئی ناؤ کو اپنے عزمِ صمیم اور بلند حوصلہ کے ذریعے منزلِ مقصود تک پہنچایا ہے۔ خصوصاً تحریکِ پاکستان کے زمانہ میں جب بڑے بڑے نام نہاد مواحد یونینسٹ پارٹی کی چوکھٹ پر جھک گئے اور اُن کے ہاتھ پر بک چکے تھے، حضرت صاحبزادہ صاحب نے علاقہ کے بڑے بڑے زمیندار جو اپنے وقت کے بڑے ڈکٹیٹر اور آمر تھے، اُن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسلم لیگ کا علم بلند کیا اور کانگریسی مُلاؤں اور آمر قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

آپ علم کا وہ بحرِ ذخار ہیں، جس کی ہر موج خود قلزم بآغوش ہے۔ آپ جہاں اہلِ ایمان کے لیے لالہ کے جگر کی ٹھنڈک ہیں، وہاں پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخوں کے حق میں غیض و غضب کا دہکتا ہوا انگارہ ہیں اور گستاخانِ مصطفےٰ کے جگر میں اُن کے نشتر کا ڈالا ہوا شگاف زندگی کی آخری ہچکیوں تک مندمل نہیں ہوتا۔

گستاخانِ مصطفےٰ تاریخ اور مقامِ بحث و مناظرہ مقرر ہونے کے باوجود بھی سامنے آنے کی جرأت نہ کر سکے اور بعض دفعہ جب اتفاق سے آمنا سامنا ہو گیا تو آپ نے انہیں ایسا مبہوت و لایعقل کر دیا کہ پھر زندگی بھر کبھی سامنے آنے کی جرأت نہ کر سکے۔

آپ اپنی پوری زندگی بدعقیدہ لوگوں کے خلاف جہد مسلسل میں گزار رہے ہیں اور مسلکِ حقہ اہل سُنّت و جماعت کا علم ہمیشہ سربلند رکھا اور آپ کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ علاقہ میں جہاں بھی کوئی بدعقیدہ سر اٹھاتا ہے، آپ یا آپ کے شاگردانِ رشید اس کی سرکوبی کے لیے وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ آپ کی مولوی محمد امیر بندیالوی (فاضل دیوبند) اور مولوی غلام حسین آف شادیہ (فاضل دیوبند) سے اتفاقیہ ملاقاتوں میں اختلافی مسائل پر بات ہوئی تو ذلت و رسوائی اور شکست ان دیوبندی مولویوں کا مقدر بنی اور ہمیشہ دیوبندی اُمّت کو منہ کی کھانا پڑی۔

آپ نے اپنے والدِ گرامی حضرت علامہ یار محمد بندیالوی قدس سرہٗ العزیز کے لگائے ہوئے گلشنِ علم و عرفان جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف کو ترقی کی اعلیٰ منازل تک پہنچا دیا اور اس وقت تقریباً اہل سنّت کے ہر مدرسہ میں، صدر مدرس اور شیخ الحدیث بلا واسطہ یا بالواسطہ اسی دار العلوم کا فیض یافتہ نظر آتا ہے۔

سیّدی وسندی حضرت علامہ صاحبزادہ محمد عبد الحق صاحب بندیالوی مدظلہ سے ہزاروں علماء نے اکتسابِ فیض کیا۔ آپ کے چند خاص خاص شاگرد درج ذیل ہیں،

علامہ عبد الرشید مدرس ضیاء العلوم سبزی منڈی، راولپنڈی

علامہ محمد یعقوب ہزاروی شیخ الحدیث ضیاء العلوم، سبزی منڈی، راولپنڈی

علامہ محمد رشید نقشبندی، سابق قاضی کشمیر،

علامہ سعید احمد خطیب بریڈ فورڈ۔ انگلینڈ،

علامہ عبد الکریم کشمیری، خطیب، انگلینڈ،

علامہ غلام نبی صدر مدرس مدرسہ لا ثانی گکھڑ

علامہ علی احمد سندھیلوی، سابق صدر مدرس جامعہ نعیمیہ، لاہور

علامہ محمد اشرف، مدرس جامعہ فاروقیہ، گھوڑے شاہ، لاہور

علامہ محمد ابراہیم مدرس جامعہ شمس العلوم، کراچی

علامہ محمد حیات قریشی، مدرس جامعہ گلزار حبیب، کراچی

علامہ فیروز الدین خطیب پہاڑی والی جامع مسجد، کراچی

علامہ محمد ناظر خطیب الفلاح مسجد، پنجاب کالونی، کراچی

علامہ محمد اقبال ڈیروی خطیب مبارک مسجد گزری، کراچی

علامہ محمد علی صاحب خطیب جامع مسجد پیر مکی، لاہور

علامہ غلام مصطفےٰ سندھی، مدرس جامعہ غوثیہ، سکھر

علامہ صاحبزادہ جمال الدین کاظمی ناظم اعلیٰ جامعہ قمر الاسلام سلیمانیہ، کراچی

علامہ محمد اقبال، صدر مدرس جامعہ قادریہ رضویہ، فیصل آباد

علامہ محمد شہباز علی قادری، مدرس جامعہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد

علامہ محمد یوسف صدر مدرس مدرسہ پیر صلاح الدین، سمندری

علامہ عطا محمد متین سابق مدرس جامعہ امینیہ رضویہ، فیصل آباد

علامہ پروفیسر عبد الرشید، گورنمنٹ کالج، فیصل آباد

علامہ محمد اکرم خطیب جامع مسجد انٹر کانٹی نینٹل، کراچی

علامہ اصغر علی مدرس دار العلوم ضیاء شمس الاسلام، سیال شریف

صاحبزادہ محمد اسماعیل، شاہ والہ،

صاحبزادہ عبد الرحمٰن، شاہ والہ،

سیدی وسندی حضرت علامہ صاحبزادہ محمد عبد الحق صاحب بندیالوی

مدظلہ العالی غواصِ بحرِ معرفت ہیں، فارسِ مضمارِ طریقت ہیں عنقائی قافِ حقیقت ہیں۔

آسمانِ ولایت کے درخشاں آفتاب و ماہتاب ہیں۔ آپ کی ضیاء پاشیوں سے لاکھوں دل جگمگائے اور ذرّے، رشکِ قمر بنے۔ وہ کشورِ معرفت اور جہانِ معنی کے بلند پایہ تاجدار ہیں، جن کی تاجپوشی سیادت و نجابت سے کی گئی۔ آپ فقر و درویشی میں بے مثل، عشق و مستی میں یگانہ، علم و عرفان میں وحید الزماں اور اتباعِ سُنّت و شریعت میں فقید المثال ہیں۔ ایسے ہی مردانِ حق اور مستانِ بادۂ توحید کے بارے میں مرشد رومؒ (رحمۃ اللہ علیہ) نے ارشاد فرمایا ہے ؎

گر تو سنگِ خارہ ای مرمر شوی
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

اُن کی تقریر پُر تاثیر اور سوز و گداز کی کیفیتوں کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ قرآن حکیم کے مطالب و معانی اور اسرار و رموز کے بیان میں وہ اپنے سامعین کی ذہنی سطح کو ملحوظ رکھ کر بات کرتے ہیں اور خوب کرتے ہیں۔ وہ جب بولتے ہیں تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ مُنہ سے پھول جھڑ رہے ہیں۔ وہ بیک وقت دانشوروں اور علماء کرام کا دل مٹھی میں لے سکتے ہیں اور اَن پڑھ دیہاتی مجمع کو مسخر کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ عشقِ رسول میں ڈوبی ہوئی زبان حق ترجمان سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔ بوڑھے تو بوڑھے رہے، نوجوانوں کو بھی اشکبار دیکھا گیا ہے ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ بجاہِ نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام آج کے اس نازک دور میں بزمِ اہلِ سُنّت کی اس مایۂ ناز ہستی کا سایہ تادیر قائم و دائم رکھے۔ آمین!

خاکپائے علماء حق

غلام محمد اختر الحسنی (فاضل بندیال)

مدرس جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان والی دولت سے نوازا۔ ہمیں مسلمانوں کے گھر پیدا کر کے
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھنے کی توفیق دی۔ ایمان کیا ہے۔؟
اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ یعنی زبان سے اقرار اور دل سے ماننا،
فقط زبان سے اقرار کا نام ایمان نہیں۔ اس پر نقلی دلائل کے علاوہ مشاہدات بھی موجود ہیں۔
یہ کل کی بات ہے کہ ہمارے اس قصبہ بندیال میں ہندوؤں اور سکھوں نے کلمہ پڑھا۔
لیکن بعد میں ہندوستان بھاگ گئے۔ ایمان نام ہے اقرار مع التصدیق کا ہر شے کی ایک
حقیقت اور روح ہوتی ہے۔ ایمان کی روح محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے
اور یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا، بلکہ بخاری شریف کی حدیث پاک ہے،

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ
وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۰

ترجمہ: "تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک
میں (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، اُس کے نزدیک اُس کے والد، بیٹے،
اور تمام جہان والوں سے بڑھ کر عزیز نہ ہو جاؤں۔"

ایک اور روایت میں آتا ہے، مِنْ نَفْسِہٖ کہ جب تک میں اُس کی
جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں، اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا۔

یہاں ایک نکتہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کیسی ہے؟ بندہ
آپکی شان میں غور و فکر کرے تو خود بخود محبت پیدا ہونے لگتی ہے یعنی اپنے اندر محبت رسول کو
پیدا کرے، یہ وہبی نہیں، یعنی صرف اللہ تعالیٰ دے، سوچ اور کسب کو اس میں دخل نہ ہو،
سوچنے سے طبیعت میں محبت پیدا ہوتی ہے اور بڑھتی ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا! تجھے مجھ سے کتنی محبت ہے؟ انہوں نے عرض کیا، سوائے اپنی جان کے ساری کائنات سے بڑھ کر آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، اے عمر! ابھی تیرا ایمان کمزور ہے انہوں نے سوچ کے عرض کیا، میں ساری کائنات حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی بڑھ کر آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا؛

اَلآنَ تَمَّتْ اِیْمَانُکَ ۔ اب تیرا ایمان مکمل ہوگیا۔

شفا شریف میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا کسب سے بھی تعلق ہے۔ سوچنے اور غور و فکر کرنے سے بھی آپ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے خیال کیا کہ اپنی جان سے تو سب سے بڑھ کر محبت ہوتی ہے، لیکن جب بعد انہوں نے سُنا کہ کامل ایمان تو تب ہے کہ آپ سے محبت سب سے بڑھ کر ہو تو پھر فرمایا، میری جان بھی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر نچھاور ہے۔ سوچا کہ میری جان تو کیا ایسی ہزاروں جانیں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارے پر نثار کی جاسکتی ہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حالِ دل کچھ یوں بیان فرمایا ہے ؎

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، یہ جاں تو کیا دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! تیری ذات تو بلند و بالا ہے، فقط تیرے نام پر ہی میں اپنی جان قربان کردوں گا۔ میری جان کیا چیز ہے، دونوں جہاں فدا کردوں اور دونوں جہاں سے بھی میرا جی نہیں بھرا، اگر ایسے کروڑوں جہان بھی ہوتے تو اے محبوبِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام! میں تیرے نام پر قربان کردیتا۔

یہ بناوٹی بات نہیں، بلکہ ایک مسلّم حقیقت ہے کہ رُوحِ ایمان محبتِ رسول ہے۔

اے ایمان والو! محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم قیمتی سرمایہ ہے، یہ ہماری زندگی کا مقصود ہے۔ اسی محبت نے دُنیا میں کام آنا ہے، اسی محبت نے نزع کے وقت کام آنا ہے۔ اسی محبت نے قبر میں کام آنا ہے اور اسی محبت نے میدانِ محشر میں کام آنا ہے اسی محبت نے پُل صراط پر کام آنا ہے۔ اسی محبت نے میزان پر کام آنا ہے۔

آپ کی ایک حیثیت یہ ہے کہ آپ کا نام مبارک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہے اور آپ سردارِ قریش حضرت عبداللہ بن مطلب کے صاحبزادے ہیں اور آپ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔

دوسری حیثیت یہ ہے کہ آپ محمد رسول اللہ ہیں۔ آپ محبوب خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور خدا تعالیٰ نے آپ کے متعلق ارشاد فرمایا،

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ۝

ترجمہ: نہیں ہیں محمد رسول اللہ تم میں سے کسی مرد کے باپ بلکہ آپ رسولِ خدا اور خاتم النبیین ہیں۔ اور دُوسری جگہ آپ کے متعلق ارشاد فرمایا،

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ تحقیق تمہارے پاس اللہ کی طرف سے آیا نور۔

نور وہ ہوتا ہے جو ظاہر لنفسہٖ اور مظہر لغیرہٖ ہو یعنی جو خود روشن اور دوسروں کو منوّر کرنے والا ہو اور کہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے متعلق ارشاد فرمایا،

سِرَاجًا مُّنِیْرًا (میرا محبوب تو) چمکتا ہوا سورج ہے۔

وہ پیارے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) صرف انسان ہی نہیں، بلکہ کائنات کی ہر شے اُن کا حکم ماننے والی اور محبت کرنے والی ہے۔ صحابیٔ رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

سلك الشجر نطق الحجر شق القمر باجابته

ترجمہ: "ان کے حکم پر درخت چل کر آئے، پتھر بولے اور چاند ٹکڑے ہو گیا"
امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

جاءت لدعوته الاشجار ساجدۃ تمشی الیہ علی ساق بلا قدم

ترجمہ: انکے بلانے پر درخت سجدہ کرتے ہوئے حاضر ہوئے۔ انکی جانب بغیر قدموں کے پنڈلی پر چلتے ہوئے حاضر ہوئے۔

یہ محبت ہم اہل سنت و جماعت کے حصے میں آئی۔ جس چیز کا بھی تعلق ہمارے آقائے نامدار احمدِ مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہوتا گیا، وہ ہمارے نزدیک محبوب ہوتی گئی۔ ہم ربیع الاوّل شریف میں جشنِ عید میلادِ مصطفےٰ کیوں مناتے ہیں کہ یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا مہینہ ہے۔ ہم رجب میں جشن معراجِ مصطفےٰ کیوں مناتے ہیں؟ کیونکہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو معراج نصیب ہوئی اور وہ مرتبہ آپ کو ملا جو ملائکہ و رُسل کو بھی نہ مل سکا، لیکن یہ بات صرف عشاق ہی جانتے ہیں ؎

نہ حجاب چرخ و مسیح پر، نہ نہاں کلیم و طور مگر
جو گیا ہے عرش سے بھی اُدھر، وہ عرب کا ناقہ سوار ہے

ہر ایک کے مقدر کی بات ہوتی ہے۔ بعض لوگوں نے رمضان شریف، تعریفِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں گزارا اور بعض بدبختوں نے گستاخیوں کا ارتکاب کر کے رمضان شریف گزارا۔ یہ اپنے نصیب کی بات ہے کہ کسی کے حصے میں آئی ہی تعریف ہے اور کسی کے حصہ میں آئی ہی تنقیص ہے، لیکن محبوب پر جب کوئی تنقید کرے تو پھر عاشق برداشت نہیں کر سکتا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ آپ نے سُنا ہوگا۔ یہودی اور ایک نام نہاد مسلمان کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ دونوں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس فیصلہ لے آئے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان سُن کر یہودی کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ نام کے مُسلمان نے کہا کہ

مجھے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا فیصلہ منظور نہیں، آؤ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ سنا کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فیصلہ فرما چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا، ذرا ٹھہرو میں ابھی گھر سے ہو کے آتا ہوں۔ گھر گئے تلوار لائے اور آتے ہی نام کے اس مسلمان کا سر قلم کر دیا۔ لوگوں نے کہا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو مسلمان کو قتل کر دیا ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا،

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ ۔

ترجمہ: "اے محبوب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم، مجھے تیرے رب کی قسم، کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک تمہیں ہر جھگڑے میں حَکَم نہ مانے۔"

یہاں وہابی دیوبندی مولوی آئے۔ پھر انہوں نے جو بازاری اور لچر زبان استعمال کی۔ وہ انتہائی قابلِ مذمت ہے۔ میں نے کافی عرصہ سے تقریر کبھی نہیں کی تھی، لیکن ان کی تقریریں اس قدر ناقابل برداشت تھیں کہ مجھے جواب دینا پڑا ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے نئی زندگی ہی اُن کی سرکوبی کے لیے دی ہو کہ ابھی تیری ضرورت ہے۔ میں نے لوگوں سے سنا کہ مولوی یوسف رحمانی دیوبندی نے کہا کہ "انگوٹھے چومنے کا ثبوت صرف انجیل برناباس میں ہے اور کسی کتاب میں نہیں۔ اگر اہل سنت کسی اور کتاب سے دکھا دیں تو میں اُن کا مذہب قبول کر لوں گا۔"

حاضرین! خود مناظرے کا چیلنج دینا اور پھر اُس سے راہِ فرار اختیار کرنا ان دیوبندی وہابی مولویوں کا پرانا وطیرہ بن چکا ہے۔ شکست اور ذلت و رسوائی ان کا مقدر ہو چکی ہے۔

مولوی محمد امیر کا تحریری طور پر مناظرہ کا چیلنج دینا اور پھر راہِ فرار اختیار کرنا

ملک عالم شیر صاحب بندیال کی والدہ کا انتقال ہوا تو وہاں ختم خوانی کی مجلس میں مولوی

محمد امیر دیوبندی نے تقریر کی اور کہا جو شخص یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہے اور یہ عقیدہ رکھے کہ آپ سنتے ہیں، وہ کافر و مشرک ہیں اور کہا کہ اگر کوئی شخص میرے ساتھ اس موضوع پر مناظرہ کرنا چاہے، تو میں تیار ہوں اور یہ سب باتیں ایک کاغذ پر لکھ کر بھیجیں، تو میں نے فوراً آدمی بھیجا کہ مولوی صاحب! آپ نے غلط کہا کہ اگر کوئی شخص یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہے اور اُس کا عقیدہ یہ ہو کہ آپ اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی طاقت سے سنتے ہیں تو وہ کافر و مشرک نہیں، بلکہ اُسے کافر و مشرک کہنے والا خود کافر و مشرک ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ مجھے آپ کا چیلنج منظور ہے، اس پر مولوی محمد امیر نے ملک فضل الرحمٰن بندیال کو بھیجا کہ مناظرے کے لیے تو ہم تیار ہیں، لیکن چونکہ خطرہ ہے، اس لیے پولیس کا انتظام ہونا چاہیے۔ تو میں نے کہا تمہیں شرم آنی چاہیے کہ تم بھی بندیال کے ہو اور میں بھی بندیال کا ہوں، خطرہ کس بات کا؟ ایک دفعہ ملک فضل الرحمٰن بندیال پھر واپس چلے گئے اور دوبارہ پھر آگئے اور کہا مولوی محمد امیر کہتا ہے کہ پولیس ضرور ہونی چاہیے۔ میں نے کہا ہمیں تو پولیس کی ضرورت نہیں، ہم تو خود دینِ مصطفےٰ کے سپاہی ہیں۔ ایک طرف تو تم نبیوں اور ولیوں سے امداد کو شرک کہتے ہو اور دوسری طرف پولیس سے امداد طلب کرتے ہو؟ بیچارے بہت مجبور ہوئے اور تاریخ مناظرہ مقرر کردی۔ میں خود جا کر قمر الملت والدین خواجہ قمر الدین سیالوی اور مناظرِ اسلام علامہ محمد عمر اچھروی اور علامہ غلام دین انجمن چھڈ والے اور علامہ سید احمد صاحب لاہور والوں کو دعوت دے گیا اور ادھر وہابیوں نے پولیس کو اطلاع کردی اور جب پولیس وہاں پہنچی تو وہابی مولویوں نے لکھ کر دے دیا کہ ہم مناظرہ نہیں کرنا چاہتے۔ جب انہوں نے لکھ کر دے دیا تو ادھر اہل سنت کی جانب سے الحاج ملک خان محمد بندیال مرحوم نے بھی لکھ کر دے دیا کہ یہ مناظرہ نہیں کرنا چاہتے تو ہم بھی مناظرہ نہیں کرنا چاہتے۔ میں لاہور سے سید جا بندیال جمعہ کے روز پہنچا تو مجھے حالات بتلائے گئے، سخت افسوس ہوا کہ میں نے اتنا سفر کیا

علماء اہل سنت کو دعوت دی۔ چیلنج بھی خود وہابیوں نے دیا اور اب وہ مناظرہ سے جان چھڑاتے ہیں۔ یہ کون ہوتے ہیں ہمیں مشرک کہہ کر بھاگنے والے۔ میں نے اجتماع جمعہ میں تقریر کی کہ خبردار اب مناظرہ کرنا پڑے گا۔ اگر تم گھر میں داخل ہو گئے تو میں تمہیں زبردستی گھر سے باہر نکال لاؤں گا۔ تم کون ہوتے ہو مسلمانوں کو کافر و مشرک کہنے والے۔ سارے اہل شہر کو انہوں نے بے غیرت سمجھ رکھا ہے۔ کبھی ایک منبر پر چڑھ جاتا ہے اور کبھی دوسرا چڑھ جاتا ہے کوئی انبیاء کرام علیہم السلام کی اور کوئی اولیاء عظام کی گستاخی و بے ادبی کرتا ہے اور کوئی مسلمانوں کو کافر و مشرک کہتا ہے۔ جس وقت وہابیوں کو اس بات کا علم ہوا، انہوں نے پھر جا کر پولیس کو اطلاع کر دی۔ اگلے روز پولیس پھر آگئی۔ ملک عالم شیر بندیال کی بیٹھک پر فریقین کو بلایا گیا۔ ملک عالم شیر بندیال نے کہا کہ شرارت کا خطرہ ہے، اس لیے مناظرہ نہیں ہونا چاہیے۔ میں نے کہا اب آپ کو شرارت سوجھ رہی ہے۔ جب ہم اپنا ایمان ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کل جب آپ کے مولوی ہمیں چیلنج دے رہے تھے تو اس وقت آپ کہاں تھے؟ ملک عالم شیر نے کہا کہ ہمارے مولوی نے مناظرے کا چیلنج نہیں دیا۔ میں نے مولوی محمد امیر کے چیلنج مناظرہ والا کاغذ ملک عالمشیر کے سامنے رکھ دیا۔ ملک عالم شیر نے کہا کہ میں اپنے مولویوں کو مناظرہ کرنے نہیں دوں گا۔ میں نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ اپنے مولویوں کے نعوذ باللہ خدا ہیں کہ جو بات آپ کہیں گے، وہی کریں گے؟ میرے ملک صاحبان بیٹھے ہیں، اُن کی جرأت نہیں کہ کوئی بات کریں۔ ملک عالم شیر بندیال نے کہا، ہم آپ کی عزت کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ہم بھی آپ کی عزت کرتے ہیں۔ ملک عالمشیر بندیال نے کہا کہ ہر ایک کا اپنا عقیدہ ہوتا ہے۔ میں نے کہا، ہم نے کبھی آپ کی منت کی ہے کہ ہمارا عقیدہ اختیار کریں؟ آپ اپنا عقیدہ پکار رکھیں۔ اس پر اہل سنت کے حاجی عالم شیر بندیال ولد ملک احمد یار بندیال مرحوم نے مجھے اشارہ کیا کہ آپ خاموش رہیں، کیونکہ ملک عالمشیر کے زمانے میں بندیال تو

کہ گردو نواح کے زمیندار بھی اس سے ڈرتے تھے۔ لیکن میں نے دو ٹوک الفاظ میں اُس سے کہا کہ ہمیں آپ کا لحاظ ہے، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ کے مولوی ہمیں کافر و مشرک کہتے رہیں اور مناظرہ کا چیلنج دیتے رہیں اور ہم خاموش بیٹھے رہیں۔ اب ہمارے علماء کرام ضرور آئیں گے اور مناظرہ بھی ضرور ہوگا۔ میں یہ بات کہہ کر واپس آگیا۔ مقررہ تاریخ پر حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی اور مناظرِ اسلام علامہ محمد عمر اچھروی تشریف لے آئے اور کتابوں کے کئی ٹرنک ساتھ لائے۔ وہابی حضرات نے پھر پولیس کو بلایا۔ ملک الٰہی بخش صاحب کی بیٹھک پر حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی اور دیگر علماء حضرات اکٹھے تھے۔ تھانیدار نے کوئی غلط بات کی۔ میں نے ایس۔ پی صاحب کو جو اُس وقت موقع پر موجود تھے، اُن کو مخاطب کر کے کہا کہ اسے سمجھائیں۔ مذہبی معاملہ ہے، ہم تھانیدار وغیرہ نہیں مانتے۔ ایس۔ پی صاحب نے تھانیدار کو ڈانٹا کہ تمہیں اچھے برے کی تمیز نہیں۔ ایس۔ پی صاحب نے مجھے کہا کہ آپ کا نیا خون ہے۔ آپ ذرا ٹھہریں، صبر کریں، ہم ابھی انتظام کرتے ہیں۔ تھانیدار نے کہا کہ یہ بڑا شرارتی ہے اور اس نے موضع چھدرو سے غنڈے منگوائے ہیں۔ ان بے چاروں سے لڑنا چاہتا ہے۔ اس پر ملک مظفر خاں بندیال والد ملک چراغ خاں بندیال نے کہا کہ تھانیدار جھوٹ بولتا ہے۔ ان جیسا شریف تو ماں نے جنا ہی نہیں۔ علماء اہل سنت کی کامیابی و کامرانی پر لوگوں نے خوشی منائی۔ حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی اور دوسرے علماء نے مدلل خطابات ارشاد فرمائے اور وہابیوں کو سخت ہزیمت اور خفت اٹھانا پڑی۔

وہابی دیوبندی مُلّاؤں کا مناظرہ اور مباہلہ سے فرار

کافی عرصہ پہلے کی بات ہے کہ رمضان المبارک کی ، تاریخ کو مولوی نیڈ میر اور

اُس کے بھتیجے مولوی عطاء اللہ بندیالوی نے تقریریں کیں، جس میں سخت قسم کے گستاخانہ کلمات استعمال کیے اور حسبِ معمول اہل سنت وجماعت پر کیچڑ اچھالا اور کہا:
اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ والی حدیث مسند عبدالرزاق میں نہیں۔ قرآن کریم کہتا ہے:
"جس کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ مکھی کا پر بھی پیدا نہیں کر سکتے۔"
انہوں نے کہا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سارے نبی اور سارے ولی ایک مکھی کا پر بھی نہیں بنا سکتے۔ نیز کہا،
تحقیق جن کو تم پکارتے ہو، وہ تو گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔
اور کہا تونسہ اور گولڑہ اور سیال کے سجادہ نشینوں میں کچھ نہیں۔ اگر ان میں کچھ ہوتا، تو اُن کے ساتھ بندوقوں والے محافظ کیوں ہوتے۔ ان کو میرے سامنے لاؤ، میں اُن کے سر پر چڑیا بٹھاتا ہوں، میں دیکھوں گا کہ وہ بتائیں گے کہ یہ مذکر ہے یا مؤنث؟

آخرکار اُس نے کہا پوچھو ان بندیال کے علماء اور خطیبوں سے رات کے ایک بجے کا وقت تھا، میں نے ایک طالب علم (مولانا غلام جیلانی) سے کہا کہ لاؤڈ سپیکر کھول کر اعلان کردو کہ تم نے قرآن کریم کی آیات کی تحریف کی ہے اور تمہاری تمام تقریر غلط ہے۔ وقت کا اور جگہ کا تعین کرو، ہم تمہارے ساتھ گفتگو کرنے کو تیار ہیں۔ کچھ دیر خاموش رہ کر وہابی دیوبندی مولویوں نے کہا کہ ہم نے مناظرے کا چیلنج تو نہیں دیا، ہم نے تو صرف یہ کہا تھا کہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کا ثبوت پوچھ کر بتاؤ۔ اگر مناظرہ کہو تو ہمیں چیلنج منظور ہے، لیکن ہماری ذمہ داری تمہیں اٹھانی ہوگی۔ تو میں نے اس پر طالب علم سے کہا کہ تم کہو، شرم کرو تم موحد کہلاتے ہو اور ایک انسان کو اپنی جان کی ذمہ داری اٹھانے کو کہتے ہو۔ تمہارا ذمہ دار بھی خدا اور ہمارا ذمہ دار بھی خدا، اور اب وقت اور جگہ مقرر کرو۔ اگر تمہیں یقین نہیں ہے تو میں تمہاری ذمہ داری اُٹھانے کو تیار ہوں، لیکن

وہابی مولویوں کو دوبارہ جواب دینے کی ہمت نہ ہو سکی۔

جمعہ کو میں نے تقریر کی بندیال اور سرگودھا کے دیوبندی مولویوں کو مخاطب کر کے کہا کہ میں تمہارے ننھیال اور ددھیال کو خوب جانتا ہوں اور پہچانتا ہوں۔ یہ سرگودھا نہیں، بندیال ہے تم کس باغ کی مولی ہو، میں تمہارے والد کو پہچانتا ہوں، اُس کے ساتھ بھی میری باتیں ہوئی ہیں۔ اگر تم تسلیم کر لو کہ تمہیں خدا تعالیٰ پر بھروسہ نہیں، تو میں تمہاری ذمہ داری اُٹھانے کو تیار ہوں۔ وہابی دیوبندی مولوی اس تقریر کو سُن کر بھی خاموش رہے اور انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اُسی دن کچھ دیر بعد اہل سُنّت و جماعت کے ملک خان محمد بندیال آگئے کہ ان وہابیوں نے کیا مذاق بنا رکھا ہے، اس دفعہ جب تک ان سے گفتگو نہ ہو، انہیں چھوڑنا نہیں۔ الحاج ملک خان محمد بندیال نے ماسٹر محمد نواز حجام کو مولوی سید امیر کے پاس بھیجا کہ رات کو تم نے مناظرے کا چیلنج دیا ہے، ہمیں آپ کا چیلنج منظور ہے، وقت اور جگہ کا تعین کرو۔ فریقین کی ذمہ داری مجھ پر رہی۔

جس وقت ماسٹر محمد نواز وہاں پہنچے تو اُس وقت مولوی سید امیر اور اُس کا بھتیجا مولوی عطاء اللہ، ملک خان بندیال (دیوبندی) ملک عبدالرحمٰن بندیال کا لڑکا (دیوبندی) وہاں موجود تھے۔ مولوی صاحبان نے ٹال مٹول کی کوشش کی اور کہا کہ ملک صاحبان کی ملک صاحبان سے گفتگو ہونی چاہیے اور پہلے مناظرہ کی منظوری لی جانی چاہیے، اس کے بعد وقت اور جگہ کا تعین ہونا چاہیے۔ اس کے بعد ملک صاحبان دیوبندی نے کہا کہ ہمارے مولوی مناظرہ نہیں کرتے تم بھی تقریریں کرو، ہم بھی کریں گے۔ جب ماسٹر محمد نواز صاحب نے آکر پیغام سنایا، تو الحاج ملک خان محمد بندیال صاحب نے ڈی۔ سی صاحب کی جانب درخواست لکھی کہ مناظرہ کی اجازت دی جائے۔ علاقہ کے معزز زمیندار، مناظرہ میں دلچسپی رکھتے ہیں، کسی قسم کے فساد کا کوئی خطرہ نہیں اور اپنے دستخط کر دیئے، میں نے بھی اپنے دستخط کر دیئے۔ پھر ماسٹر محمد نواز صاحب کے ہاتھ وہ درخواست ہم نے

مولوی سید محمد امیر (دیوبندی) کی جانب بھیجی تاکہ وہ بھی اس پر دستخط کردیں لیکن مولوی سید امیر نے درخواست دیکھ کر دونوں ہاتھ پیچھے کر لیے اور درخواست کو ہاتھ لگانے کی بھی ہمت نہ کر سکا۔ ماسٹر محمد نواز نے کہا کہ منظوری کے لئے تم نے خود کہا ہے، اب دستخط کرو تاکہ منظوری حاصل کی جاسکے، لیکن مولوی صاحب نے ایک نہ مانی اور راہ فرار اختیار کی۔

مولوی احمد سعید ملتانی دیوبندی کا چیلنج دینا

۲۸ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ کی رات مولوی احمد سعید ملتانی کی تقریر تھی، اُس نے دورانِ تقریر بڑے خرافات بکے اور کہا کہ قرآن مجید موجود ہے۔ میرے ساتھ کوئی بات کرنا چاہے تو میں حاضر ہوں۔ میں نے دوسرے دن صبح کو الحاج ملک مظفر بندیال و لدالحاج ملک خان محمد بندیال کو بلایا اور کہا کہ آپ مولوی احمد سعید ملتانی کی طرف یہ تحریر لے جائیں جو حسبِ ذیل تھا :

(۱) تم نے رات کو تقریر میں کہا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دُور تو کیا قبر کے اوپر بھی نہیں سُن سکتے۔ تم کو اس پر دلیل دینی ہوگی اور ہم بفضلہٖ تعالیٰ ثابت کریں گے کہ سُننا دیکھنا تو اپنی جگہ رہا، انبیاء کرام اپنی قبور میں نماز بھی پڑھتے ہیں۔

(۲) تم نے کہا تھا کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ حدیث موضوع ہے، تم کو دلیل دینی ہوگی اور ہم بفضلہٖ تعالیٰ اقوال صحابہ اور اقوال تابعین اور اقوال تبع تابعین سے ثابت کریں گے کہ حدیث صحیح ہے۔

(۳) تمہارے مولوی عطاء اللہ نے کہا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا سایہ تھا۔ تمہیں ثابت کرنا ہوگا کہ واقعی سایہ تھا اور ہم بفضلہٖ تعالیٰ مستند احادیث اور اقوالِ صحابہ سے ثابت کریں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ کسی نے سورج کی روشنی میں دیکھا اور نہ چاند کی چاندنی میں دیکھا۔

(۴) نیز تم محرفینِ قرآنِ کریم ہو۔ تم نے کہا کہ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ میں مِن دونِ اللہ کا مصداق نبی اور ولی ہیں، لیکن انشاء اللہ تعالیٰ تم سے عربی تو اپنی جگہ رہی، اُردو یا پنجابی کسی بھی مستند تفسیر سے ثابت نہیں ہو سکے گا۔ اور ہم مُستند تفاسیر سے ثابت کریں گے کہ ان آیات میں مِن دونِ اللہ سے مُراد بُت اور اصنام ہیں۔

(۵) تم لوگ مدعیانِ اتباعِ سنتِ نبوی ہو، لیکن درحقیقت گستاخانِ دربارِ نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) ہو، تمہارے اکابرین اپنی کتابوں میں لکھ گئے ہیں کہ "نماز میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خیال مبارک آنا گدھے اور بیل کے خیال سے بھی بدتر ہے" اور تم نے خود وان بھچراں میں کہا تھا کہ ہمارے اکابرین میں سے کسی نے یہ عبارت لکھی ہو تو میں ناک کٹواؤں گا۔ تمہارے اکابر کی کتابوں سے یہ عبارت دکھانا ہمارا کام ہے اور پھر تمہیں اپنا وعدہ پورا کرنا ہوگا۔

تمہارے اکابرین نے اپنی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ "حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُردو علماء دیوبند سے سیکھی" اس کے علاوہ تمہارے اکابر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ "شیطان اور ملک الموت کے لئے حاضر و ناظر ہونا نص سے ثابت ہے، لیکن سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے یہی بات ماننا شرک ہے۔

جب ملک مظفر خاں بندیال یہ خط لکھ لے کر ملک عبدالرحمن بندیال (دیوبندی) کے پاس گئے اور کہا کہ آپ کے مولوی صاحب نے مناظرے کے لیے بلا تکلف اپنی خدمات پیش کی ہیں، تو انہوں نے جو جواب دیا، وہ اُنہی کے الفاظ میں سُنیے،

"مولوی سید نا صاحبزادہ عبدالحق صاحب دے نال مناظرہ نہ کرسگا؟"

اس پر ملک مظفر خاں بندیال نے کہا کہ اگر مولوی سید امیر مناظرہ نہیں کر سکتا تو احمد سعید ملتانی کرلے۔ اس پر ملک عبدالرحمن بندیال (دیوبندی) نے کہا کہ وہ بیچارہ

سادہ سا آدمی ہے۔۔ دو کتابیں پڑھا ہوا ہے۔ مناظرہ کہاں کر سکتا ہے ؟ ملک منظفر صاحب کے بار بار اصرار کے بعد ملک عبدالرحمن بندیال نے بتایا کہ مولوی احمد سعید ملتانی بنگلہ میں موجود ہے۔ جب ملک منظفر خاں صاحب بنگلہ پر پہنچے، تو وہاں پر مولوی سید امیر اور مولوی احمد سعید ملتانی بھی موجود تھے۔ ملک منظفر خاں صاحب بندیال نے کہا کہ مجھے صاحبزادہ محمد عبدالحق صاحب نے بھیجا ہے' یہ اُن کا خط ہے۔ وقت اور جگہ کا تعین کریں ہم آپ کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جب مولوی سید امیر کو خط دینا چاہا تو اُس نے ہاتھ پیچھے کھینچ لیے جیسے خط انہیں بڑپ کر لے گا۔ جب یہ خط مولوی احمد سعید ملتانی کی جانب بڑھایا، تو اُس نے بھی ہاتھ پیچھے کر لیے۔ ملک منظفر خاں صاحب بندیال نے مولوی احمد سعید کو کہا کہ رات کو تم نے کہا ہے کہ میں گفتگو کرنے کے لیے تیار ہوں۔ لہٰذا اب وقت اور جگہ مقرر کرو' اس پر مولوی احمد سعید ملتانی نے کہا کہ میں نے اترا میں تقریر کرنی ہے۔ ملک منظفر خاں صاحب نے کہا کہ ابھی تو صبح کے سات بجے ہیں اور تقریر رات کو آٹھ بجے کرنی ہے۔ اور اترا یہاں سے ۵، ۶ میل ہے' زیادہ دُور نہیں، آپ ظہر کے وقت گفتگو کر لیں، تو اس پر مولوی احمد سعید ملتانی نے کہا کہ میں ابھی جا رہا ہوں، تو ملک منظفر خاں بندیال نے کہا کہ کم از کم تاریخ تو ابھی مقرر کر لو، تو مولوی احمد سعید نے کہا کہ میری ایک مقدمہ میں پیشی ہے، ۱۵ تاریخ کو۔ ملک منظفر خاں صاحب نے کہا کہ ابھی تو دس دن باقی ہیں۔ جب مولوی سید امیر اور مولوی احمد سعید ملتانی لاجواب ہو گئے اور جان چھڑانا مشکل نظر آیا، تو کہنے لگے کہ ہمارا ذمہ دار ملک خالق داد خاں بندیال ہے' وہ عمرہ پر گیا ہوا ہے۔ جب وہ واپس آجائیں گے، تو بات ہو گی۔ جب کچھ دنوں بعد ملک خالق داد بندیال واپس آ گئے، تو ملک منظفر صاحب نے ملک خالق داد کو کہا کہ آپ کے مولوی صاحبان نے مناظرہ آپ کی آمد تک ملتوی کیا ہوا ہے' اب آپ ہی بتائیں کہ کیا کرنا چاہتے ہیں ؟

بڑی تجویزیں ہوئیں۔ کسی وقت کہتے سرگودھا میں مناظرہ ہونا چاہیے۔ کسی وقت کہتے کہ ایک کمرہ میں بیٹھ کر چار آدمیوں کی موجودگی میں بات ہونی چاہیے۔ بہرحال وہ سخت اضطراب میں پھنس گئے اور نہ ہی کوئی راہِ فرار نظر آتی تھی۔

کچھ دن بعد ملک حاکم خاں بندیال ولد ملک فضل الٰہی بندیال کے نکاح کے موقعہ پر میں ملک غلام عباس صاحب کے گھر گیا۔ اس موقعہ پر تمام معززین شہر موجود تھے۔ ملک خالق داد بندیال، ملک عبدالرحمٰن بندیال، ملک غلام محمد بندیال ولد ملک سرفراز بندیال، ملک عبدالرحمٰن بندیال کے لڑکے الحاج ملک خان محمد بندیال، ملک عالم شیر بندیال، ملک الٰہی بخش بندیال، ملک مظفر خان بندیال ولد ملک چراغ خاں بندیال (دیوبندی) نے مجھے کہا کہ جناب مناظرہ سے فیصلہ نہیں ہوگا۔ میں نے کہا جناب مناظرہ ہی سے تو فیصلہ ہوگا جو دنیا دیکھے گی۔ آگے آپ کی مرضی۔ اگر کوئی شخص آسمان کو زمین کہے اور زمین کو آسمان کہے یا رات کو دن اور دن کو رات کہے تو کیا وہ ثابت کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مزار مبارک پر بھی نہیں سنتے، ایسا ہے جیسے کوئی شخص دن کو رات کہے اور میں یہ بات حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی سمجھتا ہوں۔ میں مولوی صاحب کے گھر کے قریب بیٹھا ہوں، ابھی بلا لیں، ابھی فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اگر سامنے نہیں آتے تو میں لکھ دیتا ہوں، وہ جواب دے دیں۔ ملک مظفر خاں بندیال ولد ملک چراغ خاں بندیال نے منت سماجت کی کہ جناب اس چیز کو چھوڑیں۔ میں نے کہا جناب! میں شرارتی آدمی نہیں ہوں۔ اگر آپ نہیں چاہتے تو ہم صبر سے کام لیں گے اور مناظرہ کو نہیں کہیں گے۔

وہابیوں کا مباہلہ کا دوبارہ چیلنج

ایک دن: ۔ رات گزری تو ملک حاکم خاں بندیال ولد ملک فضل الٰہی بندیال عشاء

کے وقت آگیا اور کہا کہ ملک اکبر اُترا کو مولوی سید امیر نے بھیجا ہے کہ ہم مناظرہ نہیں کرتے، ہم مباہلہ کریں گے۔ میں نے کہا تحریر میرے پاس ہے، جس میں اکثر اختلافی مسائل آگئے ہیں۔ آپ لوگ مولوی سید امیر کو دکھا دیں ہم انہی مسائل پر مباہلہ کریں گے۔ جب تحریر لے کر گئے، تو اکبر اُترار نے کہا کہ تحریر کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعتقاد کو جانتا ہے اور اُن کے اعتقاد کو بھی جانتا ہے۔ شہر سے باہر نکل کر دعا کریں گے کہ جھوٹے کو اللہ تعالیٰ جھوٹا اور سچے کو سچا کر دے۔

آخر کار میں نے ملک الٰہی بخش بندیال کے ذریعے اعلان کروایا کہ کل دس بجے دن کے شہر سے جنوبی جانب نکل کر دعا مانگیں گے۔ تھوڑی دیر بعد مولوی سید امیر نے اعلان کیا کہ الحمدللہ مخالف فریق نے ہمارا مطالبہ قبول کر لیا ہے۔ تمام رات اہل سنت وجماعت سے منسلک احباب نوافل اور دعاؤں میں مصروف رہے۔ بیز اور جھنڈے تیار کرتے رہے۔ صبح کو مولوی سید امیر نے تقریر شروع کر دی اور آدھ گھنٹے بعد اعلان کیا کہ ہم باہر نکلنے کے لیے تیار ہیں، لیکن مولوی سید امیر کی پارٹی کا حال یہ تھا کہ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور، کھانے کے اور۔ ایک طرف تو مباہلے کی تیاری کا اعلان کر رہے تھے اور دوسری طرف جا کر پولیس کو اطلاع دے دی۔ میں نے تقریر شروع کی اور کہا اب باہر جانے کا وقت قریب ہے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ تین سپاہی مسجد میں آئے۔ دو سپاہی مسجد کے دروازے پر کھڑے رہے اور ایک سپاہی جو زیادہ سر پھرا تھا، وہ جوتوں سمیت مسجد میں داخل ہو گیا اور دُور ہی سے کہنے لگا، اِدھر آؤ اِدھر آؤ۔

وہ آگے بڑھتا آیا، پھر کہنے لگا تقریر بند کرو۔ میں نے کہا بدھو! تم کون ہوتے ہو، مجھے روکنے والے؟ اس پر سامعین نے سپاہی کو پکڑ کر اُس کی پٹائی شروع کر دی۔ میں نے سپاہی کو مارنے سے منع کیا۔ میرے بار بار منع کرنے پر لوگوں نے سپاہی کو چھوڑ دیا۔ اس وقت لوگوں کا جوش وخروش اور جذبہ دیکھنے کے قابل تھا۔ نزدیکی شہروں اور قصبوں سے ہزاروں

کی تعداد میں لوگ بسوں اور ٹریکٹروں اور پیدل چل کر آرہے تھے۔ نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت کی گونج آرہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد تھانیدار چند سپاہیوں کے ہمراہ آگیا کہ میں اس مولوی صاحب کو دیکھنا چاہتا ہوں، جن کے لیے لوگوں نے پولیس کو مارا ہے۔ اس پر ملک فتح شیر صاحب بندیال نے مسجد کے قریب چوک میں ایک لائن لگا دی اور تھانیدار سے کہا اس سے آگے بڑھا، تو پھر اپنا حشر دیکھنا۔ تھانیدار، عوام کے جذبات دیکھ کر واپس چلا گیا۔ کچھ دیر بعد ملک خالق داد بندیال کی بیٹھک پر دونوں فریقوں کو ایس۔ پی اور ڈی ایس پی صاحبان نے بلایا۔ عوام اہل سنت کا بے پناہ جلوس نعرے لگاتا ہوا ہمارے ساتھ تھا۔ ایس پی نے مجھ سے پوچھا کہ جناب کیا واقعات ہیں؟ میں نے کہا کہ ۲۷ رمضان المبارک سے پہلے شہر میں امن وسکون تھا۔ ۲۷ تاریخ کی رات کو وہابیوں دیوبندیوں نے جلسہ کیا جس میں انبیاء واولیاء کی شان میں نہایت گستاخانہ کلمات کا استعمال کیا گیا۔ ان مولویوں نے کہا کہ تمام انبیاء کرام واولیاء عظام، کیا زندہ، کیا مردہ، ایک گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں، سیال شریف، تونسہ شریف اور گولڑہ شریف والوں میں کچھ بھی نہیں۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہِ لائل پوری درود ہے۔ انہوں نے کہا قرآن میں ہے،

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا

ترجمہ: اللہ فرماتا ہے سارے نبی، ولی کیا زندہ کیا مردہ ایک مکھی کا پر بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ اور کہا بندیال کے

کے خطیبو! جواب دو۔ جب انہوں نے اتنی گستاخانہ تقریر کی اور ہم سے جواب طلب کیا۔ رات کے ایک بجے کا وقت تھا۔ ہم نے بھی اسی وقت کہا کہ ہمیں تمہارا چیلنج منظور ہے۔ تم نے قرآن پاک کی جتنی آیات پیش کی ہیں، سب کی تحریف کی ہے اور تمہاری تقریر سراسر قرآن کریم کے خلاف ہے۔ بیش تفاسیر سے میں ثابت کروں گا کہ تم نے قرآن مجید کی آیات کی تحریف کی ہے۔ ہمارے ساتھ ابھی مناظرے کے لیے وقت اور جگہ مقرر کرو۔

ایس۔پی سے بات چیت، میری باتیں سُن کر ایس پی صاحب نے کہا کہ جناب فساد کے متعلق کیا حکم ہے؟ میں نے کہا فساد ظلم عظیم ہے۔ اس نے کہا پھر؟ میں نے کہا آپ تحقیق کریں، فسادی کون ہے؟ اُس نے کہا صبر کے لیے کیا حکم ہے؟ میں نے کہا کہ اجرِ عظیم ہے۔ اس نے کہا پھر؟ میں نے کہا، انہوں نے ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز کر دیا تھا۔ صبر کی ایک حد ہوتی ہے۔ اسلام ہمیں بے غیرتی نہیں سکھاتا۔ انبیاء اور اولیاء کی شان میں گستاخیوں پر ہم کیسے صبر کر سکتے ہیں؟ اتنے میں شربت آگیا۔ ایس۔پی نے کہا جناب پانی پی لیں۔ میں نے کہا میرا تسلسل ٹوٹتا ہے۔ اس نے کہا تسلسل پھر بن جائے گا۔ مولوی سید امیر اتنے طویل بیان کو بڑے صبر سے سنتا رہا۔ میں نے کہا، میں دس مستند تفاسیر سے دکھاؤں گا کہ ان کے مولویوں نے قرآن کی تحریف کی ہے اور ان کے مولویوں نے جو ترجمہ کیا ہے، وہ کسی اُردو کی تفسیر تو اپنی جگہ رہی، کسی پنجابی کی تفسیر میں بھی نہیں دکھا سکتے۔۔ مولوی سید امیر یہ ساری باتیں سنتے رہے اور کسی بات کا جواب نہ دیا۔ لیکن جواب کی ہمت اور علم ہوتا تو وہ مناظرہ سے راہ فرار اختیار کیوں کرتے۔ مولوی سید امیر نے کہا جو ہو گیا سو ہو گیا۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ نے بیس شہر کیوں اکٹھے کیے؟ میں نے کہا بیس شہروں کو بلانے کا مقصد یہ تھا کہ چالیس شہر حق و باطل کی تمیز کریں، صرف شرارت کرانے کے لئے باہر سے لوگ بلانے کے ضرورت تھی، صرف بندیال کے لوگ ہی کافی تھے۔ ایس۔پی نے کہا آپ لوگوں نے سپاہیوں کو کیوں مارا؟ میں نے کہا کہ آپ کے سپاہیوں کی غلطی تھی، نہ وہ جوتوں سمیت مسجد میں گھستے، نہ اُن کی پٹائی ہوتی۔ کسی آدمی نے کہا کہ آپ نے اقبالِ جرم کر لیا ہے، پولیس آپ کو لے جائے گی اور مولوی سید امیر کو چھوڑ جائے گی۔ ملک فتح شیر بندیال نے کہا یہ تو ناممکن ہے کہ ہمارے صاحبزادہ صاحب کو لے جائے اور مولوی سید امیر کو چھوڑ دے، ہم ویگن کے آگے لیٹ جائیں گے۔ میں نے کہا آپ فکر نہ کریں میں اعوان قبیلے کا فرزند ہوں، مجھے کچھ دن جیل میں آگئے تو سمجھ لوں گا کہ خدا اور رسول راضی ہو گئے۔ آخر کار لوگ ایس۔پی کے آگے سے ہٹے، مجھے اور مولوی سید امیر کو جوہر آباد لے گئے اور وہاں جا کر ایس۔پی نے امن و امان بحال رکھنے کی اپیل کی اور پھر بندیال تک چھوڑ گئے۔

انگوٹھے چومنے کا ثبوت

مولوی یوسف رحمانی نے کہا کہ انگوٹھے چومنے کا ثبوت صرف انجیل برناس میں ہے" جو عیسائیوں کی کتاب ہے' اہل سنت کو چاہیے کہ وہ عیسائیوں کا مذہب اختیار کرلیں اور انگوٹھے چومیں" نیز مولوی یوسف رحمانی نے کہا کہ اگر انگوٹھے چومنے کا ثبوت نور الایضاح یا قدوری یا ہدایہ یا کنز الدقائق یا فقہ کی کسی کتاب سے دکھادیں' تو میں اُن کا مذہب اختیار کرلوں گا' تو آیئے! میں احناف کے عظیم امام طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی مشہور کتاب طحطاوی علی مراقی الفلاح سے دکھاتا ہوں۔ اس کے علاوہ فقہ حنفی کی مستند و مسلّم کتاب شامی سے دکھاتا ہوں۔

طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۱۱۱

ذکر القهستانی عن کنز العباد انه یستحب ان یقول عند سماع الاولیٰ من الشهادتین للنبی صلی الله علیه وسلم صلی الله علیك یارسول الله وعند سماع الثانیة قرّت عینی بك یارسول الله، اللّٰهم متّعنی فی السمع والبصر بعد وضع ابهامیه علیٰ عینیه فانّه صلی الله علیه وسلم یکون قائدًا له فی الجنة وذکر الدیلمی فی الفردوس من حدیث ابی بکر الصدیق رضی الله عنه مرفوعًا مسح العینین بباطن انملة السبابتین بعد تقبیلهما عند قول المؤذن اشهد انّ محمدًا رسول الله وقال اشهد انّ محمدًا عبدهٗ ورسولهٗ رضیت بالله ربا وبالاسلام دینًا وبمحمد صلی الله علیه وسلم نبیا۔

ترجمہ، قہستانی نے کنز العباد سے روایت کیا ہے کہ تحقیق شہادتین میں سے پہلی شہادت کے سُننے کے وقت کہے، صلی اللہ علیک یارسُول اللہ، اور دوسری شہادت سننے کے وقت کہے

قرّتُ عینی بک یا رسول اللہ اور اپنے انگوٹھوں کو آنکھوں پر رکھنے کے بعد کہے:
اللّٰھمّ متعنی بالسمع والبصر کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی طرف اُس کے قائد
ہوں گے اور دیلمی نے حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ذکر کیا کہ جو مؤذن کے قول اشھدُ
اَنّ محمداً رسول اللہ کے وقت دونوں سبابہ انگلیوں کے اندرونی جانب سے آنکھوں کو
مس کرے، اُن کو چومنے کے بعد کہے، اَشھدُ اَنّ محمداً عبدہ و رسولہٗ رضیتُ
باللّٰہ ربّا و بالاسلام دینا و بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیاً ـــ اس کے لیے
میری شفاعت حلال ہو گئی۔

قارئین کرام! بعض کم علم یہ کہتے ہیں کہ اذان کے وقت انگوٹھے چومنا کسی مرفوع حدیث
سے ثابت نہیں۔ امام طحطاوی نے ان کا رد کر دیا ہے۔ یہ چیز حدیث مرفوع سے ثابت ہے۔
نوٹ: حوالہ غلط ثابت کرنے والے کو ایک لاکھ روپیہ انعام دیا جائے گا۔

ردّالمحتار (شامی) جلد اوّل صـ ۲۹۳

واعلم انّہ یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشہادۃ صلی اللہ
علیک یا رسول اللہ وعند الثانیۃ منھا قرّت عینی بک یا رسول اللہ ثم
یقول اللّٰھمّ متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابہامین علی
العینین فانہٗ علیہ السلام یکون قائدًا لہٗ الی الجنۃ کذا فی کنز العباد قہستانی
ونحوہٗ فی الفتاوی الصوفیۃ وفی کتاب الفردوس من قبل ظفری ابہامیہ
عند سماع اشھد ان محمدا رسول اللہ فی الاذان انا قائدہ ومدخلہ فی
صفوف الجنۃ۔

ترجمہ: جان لو کہ بیشک اذان کی پہلی شہادت کے سننے پر صلی اللہ علیک یا رسول اللہ
اور دوسری شہادت کے سننے پر قرّۃ عینی بک یا رسول اللہ کہنا مستحب ہے پھر اپنے انگوٹھو

کے ناخن اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اللّٰھمّ متعنی بالسّمع والبصر۔ بے شک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے لیے جنّت کی طرف قائد ہوں گے۔ اسی طرح کنز العباد میں بھی ہے اور اسی طرح فتویٰ صوفیہ میں بھی ہے اور کتاب الفردوس میں ہے کہ جو شخص اذان میں اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہ سننے کے وقت اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چومے، میں اس کا قائد ہوں گا اور صفوف جنّت میں اس کو داخل کرنے والا ہوں گا۔

نوٹ، حوالہ غلط ثابت کرنے والے کو ایک لاکھ روپیہ انعام دیا جائے گا۔

تفسیر روح البیان جلد سادس صہ ۲۲۸

قال القہستانی فی شرحہ الکبیر نقلاً عن کنز العباد انّہ یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشہادۃ الثانیۃ (صلی اللہ علیک یارسول اللہ) وعند سماع الثانیۃ (قرۃ عینی بک یارسول اللہ) ثم یقال اللّٰھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفر الابھامین علی العینین فانّہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون قائداً لہ الی الجنۃ۔

ترجمہ، قہستانی نے شرح کبیر میں کنز العباد سے نقل کیا ہے۔ جان لو بلا شبہ پہلی شہادت کے سننے کے وقت صلی اللہ علیک یارسول اللہ اور دوسری شہادت کے سننے کے بعد قرۃ عینی بک یارسول اللہ کہنا مستحب ہے۔ پھر اپنے انگوٹھوں کے ناخن اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اللّٰھم متعنی بالسمع والبصر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنّت کی طرف اُسکے قائد ہوں گے۔

تفسیر رُوح البیان جلد سادس صہ ۲۲۹

در محیط آوردہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بمسجد درآمد ونزدیک ستون بنشست وصدیق

(رضی اللہ عنہ) دربرابر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نشستہ بود بلال (رضی اللہ عنہ) برخاست و باذان اشتغال فرمود چوں گفت اشھد ان محمدا رسول اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہر دو ناخن ابہامین خودرا برہر دو چشم خود نہادہ گفت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ۔ چوں بلال فارغ شد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ کہ یا ابوبکر ہر کہ بکندایں چنیں کہ تو کردی بیامرزد گناہان جدید و قدیم اگر بعمد بودہ باشد اگر خطاء۔

ترجمہ: محیط میں آیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور ایک ستون کے قریب بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے برابر بیٹھے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اُٹھ کر اذان دینا شروع کی۔ جب انہوں نے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی آنکھوں پر رکھا اور کہا قرۃ عینی بک یا رسول اللہ۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دے چکے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر، جو شخص ایسا کرے جیسا کہ تم نے کیا ہے خدا تعالیٰ اُس کے گناہوں کو خواہ پُرانے ہوں یا نئے، عمداً یا خطاءً بخش دے گا۔

تفسیر رُوح البیان جلد سادس ص ۲۲۹

و فی قصص الانبیاء وغیرھا ان ادم علیہ السلام اشتاق الی لقاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم حین کان فی الجنۃ فاوحی اللہ تعالی الیہ ھو من صلبک و یظھر فی اخر الزمان فسال لقاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم حین کان فی الجنۃ فاوحی اللہ تعالی الیہ فجعل اللہ النور المحمدی فی اصبعہ المسبحۃ من یدہ الیمنی فسبح ذلک النور فلذلک سمیت تلک الاصبع مسبحۃ کما فی الروض الفائق او اظھر اللہ تعالی جمال حبیبہ فی صفاء ظفری ابھامیہ مثل المراۃ فقبل ادم ظفری ابھامیہ ومسح علی عینیہ فصار اصلا لذریتہ فلما اخبر

جبریل النبی بهذه القصة قال علیه السلام من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابهامیه ومسح علی عینیه لم یعم ابداً۔

ترجمہ، قصص الانبیاء وغیرہ کتب میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کا اشتیاق ہوا تو (وحی فرمائی گئی) وہ تمہارے صلب سے آخر زمانے میں ظہور فرمائیں گے، تو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی ملاقات کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کے دائیں ہاتھ کی تسبیح والی انگلی میں نورِ محمدی چمکایا، تو اس نور نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھی اور اسی واسطے اس انگلی کا نام تسبیح والی انگلی ہوا جیسا کہ "روض الفائق" میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے جمالِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ کے ظاہر فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر پھیرا۔ پس یہ سنت اُن کی اولاد میں جاری ہوئی پھر جبریل علیہ السلام نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر دی، تو آپ نے ارشاد فرمایا، جو شخص اذان میں میرا نام سُن کر اور اپنے انگوٹھوں کو چوم کر اپنی آنکھوں سے لگائے گا، کبھی اندھا نہیں ہوگا۔

نوٹ، حوالہ غلط ثابت کرنے والے کو ایک لاکھ روپے انعام۔

حاشیہ تفسیر جلالین زیر آیت صلوٰۃ پارہ ۲۲ سورۃ احزاب

تفسیر جلالین جو دیوبندی، بریلوی حضرات کے مدارس میں یکساں طور پر شامل نصاب ہے، اُس کے حاشیہ پر لکھا ہے، روایت کردہ اند کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام بمسجد درآمد وابوبکر ظفر ابہامین چشم خود را مسح کرد وگفت قرة عینی بك یا رسول اللہ وچوں بلال از اذان فراغت روی نمود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود ابوبکر ہر کہ بگوید آنچہ تو بگفتی از روے من وبکند آنچہ تو کردی خدائے درگزارد گناہاں وے را۔ آنچہ باشد تو کہنہ خطا وعمدًا ونہاں وآشکارا در مضمرات بریں جملہ نقل کرد۔

ترجمہ: روایت کیا گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دونوں ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگایا، جب بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! جو شخص اس طرح کرے جیسا کہ تو نے کیا تو خدا تعالیٰ اُس کے نئے اور پرانے خطاءً اور عمداً پوشیدہ اور ظاہر سب گناہ بخش دے گا۔

(مضمرات میں اسی طریقہ سے نقل کیا گیا ہے)

قابلِ توجہ: مولوی یوسف رحمانی نے انتہائی کذب بیانی سے کام لیتے ہوئے منبرِ رسول پر بیٹھ کر کہا کہ حاشیہ تفسیر جلالین پر ہے کہ انگوٹھے چومنے کے باب میں والذی ورد فیہ لیس بصحیح اس باب میں جو کچھ وارد ہوا صحیح نہیں، حالانکہ حاشیہ تفسیر جلالین ص۳۵۷ پر ہے کہ شرح بیانی والے نے کہا ہے کہ والذی ورد فیہ لیس بصحیح اور آگے اُس نے اپنا نظریہ بیان کرتے ہوئے یوں لکھا:

یقول الفقیر قد صح من العلماء تجویز الاخذ بالحدیث الضعیف فی العملیات فکون الحدیث المذکور غیر مرفوع لا یستلزم ترک العمل بمضمونہ وقد اصاب القھستانی فی القول باستحبابہ وکفانا کلام الامام المکی فی کتابہ فانہ قد شھد الشیخ السھروردی فی عوارف المعارف بوفور علمہ وکثرۃ حفظہ وقوۃ حالہ وقبل جمیع ما اوردہ فی کتابہ قوت القلوب ملخصا من روح البیان ولقد فصلنا الکلام وامنباہ لان بعض الناس ینازع فیہ لقلۃ علمہ۔

ترجمہ: فقیر کہتا ہے کہ علماء سے ثابت ہے کہ عملیات میں حدیث ضعیف سے استدلال جائز ہے حدیث مذکور کا غیر مرفوع ہونا اس کے مضمون سے ترکِ عمل کو مستلزم نہیں۔ اس حدیث سے استحباب کا قول کر کے قہستانی نے بہت اچھا کیا ہے۔ ہمارے لیے امام مکی کا قول کافی ہے جو اس کی کتاب میں ہے، کیونکہ شیخ سہروردی نے "عوارف المعارف" میں اس کے علم کی زیادتی، کثرتِ حفظ اور قوتِ حال کی گواہی دی ہے اور "روح البیان" سے اس نے جو تلخیص کر کے

اپنی کتاب "قوتِ قلوب" میں بیان کیا ہے۔ اس سب کو قبول کیا ہے۔ ہم نے تفصیل سے کلام کیا اور طویل کلام کیا، کیونکہ بعض لوگ قلتِ علم کی بنا پر اس میں جھگڑا کرتے ہیں۔

اعتراض، مولوی یوسف رحمانی نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میرا نام سنو تو مجھ پر درود پڑھو اور سنی کہتے ہیں کہ آپ کا نام سنو تو انگوٹھے چوم کر آنکھوں کو لگاؤ۔

جواب، مولوی یوسف رحمانی نے اہل سنت پر افتراء باندھا ہے۔ اہل سنت تو یہ کہتے ہیں کہ اذان میں جب پہلی بار سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لیا جائے تو سننے والا کہے، صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور جب دوسری بار نامِ گرامی سنے تو کہے، قرۃ عینی بک یا رسول اللہ اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں کو لگائے جیسا کہ پہلے احناف کے عظیم فقہاء امام طحطاوی اور ابن عابدین شامی کی کتابوں "طحطاوی علی مراقی الفلاح" اور "ردّ المحتار شامی" کے حوالے سے گزر چکا ہے۔

اعتراض، مولوی یوسف رحمانی نے کہا کہ انگوٹھے چوم کے آنکھوں پر لگانا یہ حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے اور اب آدم علیہ السلام کی شریعت تو منسوخ ہو چکی پھر اہل سنت کو چاہیے کہ شریعتِ آدم (علیہ السلام) کے دوسرے احکام پر بھی عمل کریں؟

جوابِ اوّل، مولوی یوسف رحمانی یہ بات تب کرتا جب انگوٹھے چومنا صرف حضرت آدم علیہ السلام کی سنت سے ثابت ہوتا۔ اور اس پر اور کوئی دلیل نہ ہوتی، حالانکہ ہم ابھی ابھی تفسیر روح البیان اور تفسیر جلالین کے حوالوں سے لکھ چکے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود تھے، جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اشھد ان محمدا رسول اللہ پر پہنچے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے اور کہا: قرۃ عینی بک یا رسول اللہ جب اذان ختم ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے صدیق جو شخص اسی طرح کرے جس طرح تو نے کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کے پرانے اور نئے خطاءً عمداً سب گناہ معاف کر دے گا۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا تو اب اذان میں انگوٹھے چومنا سنتِ صدیق (رضی اللہ عنہ) ہوگئی اور فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہوگیا۔

جواب دوم، مولوی یوسف رحمانی کو شرائع من قبلنا کے متعلق اصول کا بھی پتہ نہیں، شرائع سابقہ کی ہر بات منسوخ نہیں، بلکہ شرائع سابقہ کے جن واقعات کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولِ برحق بغیر انکار کے بیان فرمائیں، تو وہ حقیقت میں ہماری ہی شریعت ہے اور اس کے حجت ہونے میں رتی برابر بھی شبہ نہیں۔ دیکھیے مولانا عبد الحکیم لکھنوی فرماتے ہیں؛

ان ھذہ الشرائع انما تلزمنا اذا اقصھا اللہ ورسولہ من غیر انکار کقولہ تعالیٰ وکتبنا علیھم ای علی الیھود فی التورات ان النفس بالنفس الخ (قمر الاقمار علی ھامش نور الانوار صـ)

ترجمہ؛ شرائع سابقہ ہمیں اس وقت لازم ہوجاتی ہیں، جب انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بغیر انکار کے بیان فرمائے، جس طرح وجوبِ قصاص کا حکم قرآن مجید کی آیہ کریمہ ان النفس بالنفس سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں نازل کیا تھا اور پھر اس کا حکم قرآن کریم میں بیان فرمایا، پس یہ حکم ہم پر لازم ہوگیا۔

اس طرح بیشک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی سُن کر چومنا سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کی سُنت تھی، لیکن جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کے دوران حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انگوٹھے چومے، تو حدیث علیکم بسُنّتی وسُنّۃ خلفاء الراشدین کے مطابق ہمارے لیے انگوٹھے چومنے کا جواز اور استحباب ثابت ہوگیا، لیکن جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر کو حضرت بلال (رضی اللہ عنہما) کی اذان میں اپنے نامِ نامی سُننے کے وقت انگوٹھے چومتے دیکھا تو ارشاد فرمایا جو اس طرح کرے گا اُس کے پرانے نئے عمداً خطاءً سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، تو اب ایک عقلِ سلیم رکھنے والے شخص کے لیے اس سے بڑھ کر اور کسی دلیل کی کیا ضرورت ہے؛ وما علینا الا البلاغ۔

(کتابت، محمد عاشق حسین ہاشمی چنیوٹ)